ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت قرآن کریم
وقت 5-7 منٹ

”مَنۡطِقَ الطَّیۡرِ“

(روحانی ہجرت)

(تقریر نمبر5)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالطَّیۡرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ کُلٌّ قَدۡ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسۡبِیۡحَہٗ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ (النور:42)

یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وہ تمام ذوِی العقول کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور ان ذوی العقول میں سے جو طَیۡرٌ ہیں وہ صفیں باندھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور ان گروہوں میں سے ہر ایک کو نماز اور تسبیح کا طریق معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ ان ذوی العقول کے تمام اعمال سے واقف ہے۔

ہجرت بھی ایک سنّتِ خَیۡرُ الانام ہے
اللہ کے لئے جو کرے خوش مقام ہے

معزز سامعین! گزشتہ دنوں ”مَنۡطِقَ الطَّیۡرِ“ کے عنوان پر چار تقاریر ”مشاہدات“ کی ویب سائیٹ پر نمایاں ہوئیں تو ایک تقریر میں سائبیریا اور دوسرے سرد ممالک سے ہجرت کر کے گرم علاقوں میں آنے، انجوائے کرنے، پیٹ پوجا کر کے واپسی کی پروازیں بھرنے کا ذکر تھا تو اس پر بہت سے تبصرے موصول ہوئے اُن میں سے ایک دلچسپ تبصرہ امریکہ سے ہماری ایک کرمفرما بہن مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کا موصول ہوا جس نے مجھے ”مَنۡطِقَ الطَّیۡرِ“ کے عنوان پر تقریر نمبر 5 لکھنے پر مجبور کیا کیونکہ یہ ایک تربیتی و اصلاحی مضمون ہے۔ آپ لکھتی ہیں۔

”ہم بھی تو پرندے ہیں۔ جو قادیان سے اُڑے اور ربوہ کی زمین پر آ کے ٹھکانا بنایا پھر وہاں سے اُڑے اور امریکہ میں گھونسلا بنایا۔ تسبیح و تحمید کرتے ہوئے“

سامعین! مَیں موصوفہ کے اِس تبصرے کو ”روحانی ہجرت“ کا نام دے رہا ہوں جس کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر کیا ہے اور اللہ کے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمودات میں اِس کی وضاحت فرمائی ہے۔ لیکن قبل اِس کے کہ مَیں اِس مضمون میں غوطہ زن ہوں۔ مادّی پرندوں اور روحانی پرندوں کی اِس مماثلت اور اِن کے نتائج بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مؤمنوں کو پرندوں سے اِس لئے مماثلت دی گئی ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کے حوالہ سے، اخلاقیات میں بلند پرواز کے حوالہ سے، اللہ، اُس کے رسولؐ اور اُس کی کتاب قرآن سے محبت کے حوالہ سے پرندوں کی طرح بلندیوں کا سفر کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ سرد علاقوں کے پرندے لمبا سفر کر کے تبدیلی آب و ہوا کے لئے، وافر غذائیت کے حصول کے لئے اور اپنے اللہ کی تسبیح و تحمید کی خاطر پرواز کرتے ہیں۔ عام پرندے بھی بلندیوں پر جا کر اپنے اللہ کی تسبیح و تحمید کر رہے ہوتے ہیں۔ اِسی طرح روحانی پرندے مذہبی طور پر سخت حالات کے چُنگل سے رہائی پا کر اپنے اللہ کی تسبیح و تحمید بلند کرنے کے لئے کسی آزاد مُلک کی طرف پرواز بھر جاتے ہیں تو یہ روحانی ہجرت ہے۔ وہ آزاد ماحول میں عبادات بھی ادا کرتے ہیں، اللہ کے نام کی تبلیغ بھی کرتے ہیں اور شکرِ الٰہی بجالاتے ہیں۔ یہی وہ روحانی پرواز ہے جس کو مادی پرندوں کی پرواز سے مماثلت دی جاسکتی ہے۔ جو لاکھوں کی تعداد میں احمدیوں نے دنیا بھر کی اَور اپنی روحانیت کو سنوارنے کا موجب بنے۔ مالی اور اخلاقی و دینی لحاظ سے نہ صرف خود مضبوط ہوئے بلکہ جماعت کو بھی مضبوط کرنے کا باعث بنے۔ یہی وہ روحانی ہجرت ہے۔ جو شر سے خیر کی طرف۔ بدی سے نیکی کی طرف۔ بُرائی سے اچھائی کی طرف۔ نفرت سے محبت کی طرف اور نفاق سے اتفاق کی طرف مسلسل سفر کرنے، لگاتار بغیر کسی انقطاع کے روحانی پرواز کا نام ہے۔ بلکہ ایک مؤمن کی نیکی، تقویٰ، اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی طرف قدم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، خلافت کی صحبت اور اِس سے وابستگی میں ترقی بھی روحانی ہجرت ہے۔

اس روحانی ہجرت اور پرواز کا ذکر ہمیں قرآن واحادیث کے علاوہ بزرگوں کی کتب میں بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ (الذاریات: 51) پس تیزی سے اللہ کی طرف دوڑو۔ ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی فضیلت اور برکت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ وَمَنْ یُّھَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَۃً ؕ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (النساء: 101)

یعنی جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں (دشمن کو) نامراد کرنے کے بہت سے مواقع اور فراخی پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلتا ہے پھر اس حالت میں موت آ جاتی ہے۔ تو اس کا اجر اللہ پر فرض ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق کہا گیا کہ وہ اِنِّیْ مُھَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ (العنکبوت: 27) کا اعلان کرتے ہوئے اللہ کی طرف بڑھتے۔

اس آیات کے مطابق ہر مؤمن ہر وقت مہاجر ہے جو اللہ کی طرف روحانی ہجرت کر رہا ہے اور لقائے باری تعالیٰ کے حصول اور اس کی خاطر سعی کرتے ہوئے نیکیاں بجالاتے ہوئے اس کو قضاوقدر آلیتی ہے اور وہ فوت ہو جاتا ہے۔ اس ناطے اس کا اجر اللہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی بار مؤمنوں کی ایک صفت بیان کر کے اس کے اجر کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسے سورہ البقرہ آیت 219 اور سورہ التوبہ آیت 203 میں اَور ایک اور موقع پر فرمایا۔

”کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے بہت بڑے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔“

اب اس آیت میں اور دیگر اس جیسی آیات کریمہ میں ہجرت اور جہاد کا ذکر ہے اور اگر صرف مادی ہجرت اور جہاد کا مطلب لے لیا جائے تو وہ ہر مؤمن کو میسّر نہیں آتی اور یوں وہ اس اجر اور ثواب سے محروم رہ گیا جن کا ان آیات میں ذکر ہے۔ یہاں روحانی معنی ہی لینے ہوں گے کہ ایسے مؤمن جو ہر وقت لقائے باری تعالیٰ کا سفر جاری رکھتے ہیں۔ بدیوں کا ڈیرہ چھوڑ کر نیکیوں کے علاقے میں آنے کے لئے ہجرت کر رہے ہیں اور احکامات الٰہیہ پر اموال ونفوس کی قربانی کر کے ان پر قدم مارنے کے لئے ہر وقت مجاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کا خدا کے نزدیک بلند درجہ ہے اور وہ کامیاب ہونے والے ہیں۔

سامعین! احادیث مبارکہ میں بھی اس روحانی ہجرت کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کے ساتھ فرمایا کہ ”جس شخص نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی خاطر ہجرت کی اس کی خوشنودی کے لئے اپنے وطن اور خواہشات کو ترک کر دیا تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہوگی۔“

(بخاری کتاب الایمان باب النیّۃ فی الایمان)

اس حدیث میں بھی خواہشات اور جذبات کی قربانی کر کے اللہ اور اس کے رسولؐ کو اعمال میں نمونہ بنانے اور مقدم رکھنے کی ہدایت ہے۔ حضرت امام بخاری اپنے مجموعۂ احادیث ”صحیح بخاری“ جو ”اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ“ کہلاتی ہے، میں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ والی حدیث کو سب سے پہلے لائے تھے، جس میں ہجرت کا ذکر ہے۔ گویا ہجرت کو دینِ اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ بدی سے نیکی کی طرف سفر ہر مؤمن کی زندگی کا ایک مستقل جاری سفر ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجر کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: اَلْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ السُّوْئَ فَاجْتَنِبَہٗ کہ جس نے بُرائیوں سے ہجرت کی اور ان سے مجتنب رہا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 215)۔ دوسرے لفظوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ اور قرآن میں بیان فرمودہ احکامات پر تعمیل کا روحانی سفر اور ہجرت جاری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ کون سی ہجرت افضل ہے تو آپؐ نے فرمایا مَنْ ھَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ کہ جن باتوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان کو چھوڑ دینا۔ یعنی ہجرت یہ ہے کہ تو تمام ظاہری وباطنی بُرائیوں سے دور رہے۔ (الحدیث)

(سنن ابوداؤد جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ)

ایک جگہ اَنْ تَھْجُرَ مَا کَرِہَ رَبُّکَ کے الفاظ ملتے ہیں نیز فرمایا ہجرت دو قسم کی ہے ایک حاضر کی اور دوسری مسافر کی یعنی دور رہنے والے کی اور دور رہنے والے کی ہجرت یہ ہے کہ جب اُسے بلایا جائے تو لبیک کہے اور جب کوئی حکم دیا جائے تو فوراً اطاعت کرے اور حاضر کی ہجرت بہت بڑی آزمائش ہے اور اجر کے لحاظ سے بھی افضل ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 160)

پھر روایت ہے کہ ایک اعرابی نے ہجرت کے بارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ جب مَیں کسی جگہ یا قوم یا جہاں کہیں بھی ہوں یا موت کے بعد آپ کی طرف ہجرت کس طرح ہو تو فرمایا۔

"ہجرت یہ ہے کہ تُو تمام ظاہری و باطنی فواحش یعنی بُرائیوں سے دُور رہے یا کنارہ کشی اختیار کرے (اَنْ تَهْجُرَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ وَمَا بَطَنَ) اور نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے۔ پھر تم مہاجر ہو خواہ تم اس حالت میں مر بھی جاؤ۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 226)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے یہ روایت یوں بیان ہوئی ہے کہ ایک اعرابی کے ہجرت کے بارے میں پوچھنے پر فرمایا کہ

"ہجرت کا مقام تو بہت عظیم ہے۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا ہاں جی!۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ان کی زکوٰۃ دیتے ہو؟ جواب دیا ہاں جی! اس پر آپؐ نے فرمایا کہ سمندروں سے ورے تُو جو کوئی بھی نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اجر میں سے کوئی بھی کمی نہیں کرے گا۔ یعنی ہجرت صرف ملک چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ نیکیوں کو اختیار کرنا اور بُرائیوں سے بچنا اصل ہجرت ہے۔"

(سنن ابو داؤد کتاب الجہاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"ہجرت کبھی ختم نہ ہوگی جب تک کہ توبہ ختم نہ ہو اور یہ نہ ختم ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔"

(سنن ابو داؤد کتاب الجہاد باب الھجرۃ)

توبہ کے ذریعہ روحانی ہجرت کی وجہ سے ایک مؤمن کا جو نیا جنم ہوتا ہے اور نئی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"جب تم بیعت کرتے ہو تو یاد رکھو ایک وطن کو چھوڑتے ہو اور اسی کا حقیقی نام توبہ ہے اور رجوع اس وطن کو چھوڑ کر دوسرے وطن کی طرف ہجرت کا نام ہے۔"

بیعت توبہ اور ہجرت کے تعلق کو ایک موقع پر آپؑ نے یوں بیان فرمایا۔

"اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ توبہ اس حالت کا نام ہے کہ انسان اپنے معاصی سے جن سے اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا وطن انہیں مقرر کر لیا ہوا ہے گویا کہ گناہ میں اس نے بودوباش مقرر کر لی ہوئی ہے۔ اُس وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنی پاکیزگی اختیار کرنا۔ اب وطن کو چھوڑنا بڑا گراں گزرتا ہے اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں۔ ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو کس قدر اسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن کو چھوڑنے میں تو اس کو سب یار دوستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے اور سب چیزوں کو مثل چارپائی، فرش و ہمسائے، وہ گلیاں کوچے، بازار سب چھوڑ کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے یعنی اس (سابقہ) وطن میں کبھی نہیں آتا۔ اس کا نام توبہ ہے۔ معصیت کے دوست اور ہوتے ہیں اور تقویٰ کے دوست اور، اس تبدیلی کو صوفیاء نے موت کہا ہے۔"

ایک موقع پر رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ کے ترجمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدایا! پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔ یہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 26)

اعمال صالحہ سے ہجرت کر کے اپنے گرد جمع ہونے والوں کو "اصحابُ الصُفَّہ" قرار دیتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

"یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو اُن سے بد خلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ تو اُن کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آ کر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحابُ الصُفَّۃ کہلاتے ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا! ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ سو ہم ایمان لائے۔"

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 72)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آنے والی گھڑی کو گزشتہ گزری ہوئی گھڑی سے بہتر قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی (الضحیٰ:5)۔ اس آیت میں اسی روحانی سفر کا ذکر ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں بڑی تیزی سے فرمایا:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے احباب جماعت کو کئی دفعہ اس روحانی ہجرت کی طرف بلایا۔ ایک موقع پر مادی اور روحانی ہجرت میں اس فرق کو واضح فرمایا کہ مادی ہجرت میں بسا اوقات انسان اپنے وطن یا شہر میں واپس لوٹ آتا ہے لیکن روحانی ہجرت تو مسلسل نیکی کے میدان میں آگے بڑھنے کا نام ہے۔ یہ موت چاہتی ہے اور موت کے بعد انسان واپس نہیں آیا کرتا۔ حضورؒ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مَیں پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں اور جب پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو بہت گہرائی نظر آتی ہے۔ مادی اور روحانی ہجرت میں فرق کے حوالہ سے حضورؒ فرماتے ہیں۔ ”پس اے پاکستان سے ہجرت کرنے والو! تم جہاں کہیں بھی ہو خواہ جرمنی میں ہو یا فرانس میں یا ہالینڈ یا پولینڈ یا امریکہ یا افریقہ یا دوسرے ممالک میں ہو۔ یاد رکھو ایک ہجرت تو ہو گئی اور اس ہجرت سے جو خدا نے وعدے فرمائے تھے پورے کر دیئے۔ تم نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا کہ اس ہجرت کے نتیجے میں تمہیں تنگیاں نہیں بلکہ وسعتیں عطا کی گئی ہیں اور خدا نے ایک بھی وعدہ نہیں جو ٹال دیا ہو ہر وعدہ ہجرت کی برکتوں کا تمہارے ساتھ پورا کر دیا۔ پس اب پوری مستعدی کے ساتھ کامل مستعدی کے ساتھ وہ ہجرت کرو جو بدیوں کے ملک سے نیکیوں کے ملک کی طرف ہوا کرتی ہے۔ لیکن یہ وہ ہجرت ہے جس کے بعد لوٹ کر جانا نہیں ہے جس کے بعد مڑ کر دیکھنا نہیں ہے کہ کن لوگوں، کن بدلوگوں سے ہم نے نجات پائی ہے، کن دوستوں کو چھوڑا ہے، کن تعلقات سے روگردانی کی ہے، کن عزیز آرام گاہوں کو ترک کر کے آئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی مثال مَیں نے اس لئے پیش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر کے عین مطابق یہ مثال ہے کہ جب چھوڑتے ہو تو بالکل چھوڑ جاؤ، بھول جاؤ، کہ تم کہاں رہا کرتے تھے، کس دنیا میں بستے تھے۔ وہ سب آرام تج کر دو اور ایک نئی زندگی میں داخل ہو جاؤ اور یاد رکھو کہ جس خدا نے دنیوی ہجرت کے نتیجے میں اپنے کئے گئے وعدے تمہاری توقعات سے بھی بڑھ کر پورے فرمائے وہ تمہاری روحانی ہجرت کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ تم پر موت نہیں آئے گی جب تک تمہارا دل تسکین سے نہ بھر جائے جب تک وہ سب لذتیں سینکڑوں گُنا زیادہ عطا نہ کی جائیں جن لذتوں کو خدا کی خاطر تم نے چھوڑا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ ہجرت آپ کریں تو سب دنیا آپ کے ساتھ ہجرت پر تیار ہو گی۔ یہی وہ ہجرت ہے جو انسانی زندگی کا آخری مقصد ہے۔“

(خطبہ جمعہ 23/ اگست 1996ء)

پیارے دوستو! مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا کہ مرنے سے پہلے فنا ہو جاؤ۔ میں اسی روحانی ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔ جو ایک قسم کی روحانی پرواز ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مومن بندے کی تشبیہ ایروپلین Aero Plane سے دی ہے۔ جو اپنی پرواز میں بلندیوں کی انتہاء کو چھوتا ہوا منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ اس لئے ایک مؤمن بندے میں وہ تمام خاصیتیں ہونی چاہئیں۔ جو ایک ایروپلین میں ہوتی ہیں، جیسے۔

ایروپلین کبھی اکیلا نہیں اڑا کرتا اپنے پیٹ میں بے شمار لوگوں کو ساتھ لے جاتا ہے۔ بعینہٖ ایک مؤمن کو چاہئے کہ اصلاح نفس کے اس سفر میں اپنے عزیز و اقارب، خاندان اور افراد جماعت کو ساتھ لے کر چلے۔ خود بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کے قرینے سیکھے اور اپنی اولاد کو بھی سکھائے۔ خود بھی نمازی بنے اور اولاد کو بھی بنائے اور اخلاق فاضلہ سے بھی متصف کرے۔

جہاز جب چلنے کے لئے تیار ہوتا ہے تو اس کا ویکیوم Tight کر دیتے ہیں یعنی جہاز Airtight ہو جاتا ہے۔ کوئی ہوا یا کوئی چیز یا کوئی بد اثرات باہر سے اندر نہیں جاسکتے۔ اگر کوئی چیز اندر جائے گی تو نقصان دہ ثابت ہو گی۔ اسی طرح ایک مؤمن کو بیرونی بد اثرات سے محفوظ رہنا چاہئے۔ کوئی بُرائی یا گناہ یا بُری بات اس میں داخل نہ ہو۔ مؤمن کی روحانی پرواز کے دوران اگر یہ جسم کے اندر داخل ہو گئیں تو نقصان دہ ہوں گی۔

ویسے تو جہاز کی بہت سی خاصیتیں ہیں جو تمام کی تمام ایک مؤمن کو اپنی روحانی پرواز میں مدنظر رکھنی چاہئے۔ لیکن تمام کا ذکر یہاں مشکل ہو گا۔ صرف ایک اور کا ذکر کرتا ہوں کہ جہاز پرواز کے لئے تیاری کے بعد جب اپنی Base چھوڑتا ہے تو آہستہ آہستہ رینگتا ہوا ایک خاص مقام پر جا کر چند لمحوں کے لئے رُکتا ہے خواہ وہ چند سیکنڈز ہی کیوں نہ ہو، پھر Take Off کر جاتا ہے۔ جو عام گاڑیوں کے طریق کار سے بالکل جدا طریق ہے۔ ایک گاڑی جب چلتی ہے تو انجن کے گرم ہونے کے ساتھ رفتار بھی تیز ہوتی جاتی ہے۔ جبکہ جہاز ایک جگہ رک کر پھر پرواز بھرتا ہے۔ وہ دراصل اپنی سمت متعیّن کرتا ہے اور پختہ عزم اور مضبوط ارادوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ بعینہٖ ایک مؤمن کو اپنی مختلف روحانی پروازوں کے لئے چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ایک جگہ پر ذہنی طور پر کھڑا کر کے اپنا جائزہ لے۔ اپنا محاسبہ کرے کہ مَیں جن امور کو اپنائے

ہوئے ہوں کیا وہ دینی ہیں یا جن امور کو مَیں اپنانے جا رہا ہوں ان کے بارہ میں دینی تعلیم کیا ہے۔ گویا ہمیشہ اپنی سمت درست رکھے اور اپنا پلّو جھاڑ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف اپنا سفر جاری رکھے۔

چونکہ اس روحانی پرواز میں ایک انسان کو، ایک مؤمن کو بار بار بطور مسافر کے پیش کیا جا رہا ہے اور وہ ہے بھی حقیقت میں مسافر۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مَیں خود ایک مسافر کی طرح ہوں۔ جہاں آرام ملتا ہے تھوڑا سستا لیتا ہوں پھر تازہ دم ہو کر اپنے سفر کو جاری رکھتا ہوں۔“

اس میں ایک بہت بڑا سبق ہے۔ سفر کرتے وقت اور سفر پر جاتے وقت سفر کے تمام تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے سفر کی تیاری کی جاتی ہے۔ زادِ راہ لیا جاتا ہے۔ ہم نے مسافروں کو دیکھا ہے بالخصوص جہاز کا سفر کرنے والے کو کہ وہ اپنے ساتھ بہت ہی اہم اور ضروری مگر محدود سامان رکھ سکتے ہیں اور زائد سامان جس کو Excess Luggage کہتے ہیں اپنے سامان سے الگ کر دیتے ہیں اور ہلکا پھلکا ہو کر سفر کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔ بعینہٖ روحانی سفر کے لئے اخلاقِ سیئہ جیسے جھوٹ، بخل، بدگمانی، حسد، غیبت، خیانت، چوری اور عیب جوئی وغیرہ ایک مؤمن کے Excess Luggage's ہیں۔ جن کو اپنے اصل سامان یعنی اخلاقِ حسنہ سچائی امانت، ایثار، حسن ظنی، شکر، عفو، عدل واحسان، پاک دامنی وغیرہ سے الگ رکھنا ہے اور لغویات اور دنیا کی بے راہ رویوں کے بوجھ، تنازعات کے بوجھوں سے ہلکا ہو کر اپنا روحانی سفر جاری وساری رکھنا ہے۔ اسی روحانی پرواز کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

جِسْمِیْ يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

کہ میرا جسم تو شوق کے غلبہ کی وجہ سے تیری طرف اُڑنا چاہتا ہے۔ اے کاش! مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی۔

انسان کی زندگی میں اپنی سمت درست کرنے، اپنا محاسبہ کرنے اور نئے عہد باندھنے کے کئی مواقع آتے ہیں۔ جیسے جمعہ کا دن ہے۔ دراصل ایک انسان جو مسافر بھی ہے کے لئے پختہ عزم، عہد باندھنے کا یہ دن ہے۔ جس طرح ہر بڑے شہر سے باہر ایک زیرو پوائنٹ Zero-Point ہوتا ہے جہاں پہنچنے سے پہلے یا پہنچ کر درست، چھوٹا راستہ اپنے منزل مقصود کے لئے اپنایا جاتا ہے۔ بعینہٖ انسان کی زندگی کی مختلف شاہراہوں کا ایک زیرو پوائنٹ بھی ہے۔ ایک Road Map بھی ہے جہاں انسان کو ذرا رُک کر تھوڑا سا آرام کر کے نئے ایندھن کے ساتھ۔ نئے جذبہ کے ساتھ بڑی تیزی سے آگے بڑھنے اور اپنی سمت درست کرنے کا موقع ملتا ہے اور ایک مؤمن کو ہمیشہ مدّ نظر رکھنا چاہئے کہ کون سا چھوٹا، مختصر Short Cut ہے جس پر چل کر لقائے باری تعالیٰ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اپنی روحانی منزل مقصود پر پہنچا جا سکتا ہے۔

سامعین! لوگ کہتے ہیں کہ زندگی ایک سہانا سفر ہے۔ دینی نکتہ نگاہ سے کفار اور غیر مؤمنوں کے لئے تو سہانا سفر ہو سکتا ہے مگر مؤمنوں کے لئے تو قید خانہ ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلدُّنْيَا سِجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ وَجَنَّةٌ لِلْكَافِرِ۔ مؤمن کو اللہ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے اوپر موت وارد کرنی پڑتی ہے۔ عبادات کی حقیقی لذّت سے آشنا ہونے کے لئے اپنے اوپر سختی وارد کرنی پڑتی ہے۔ راتوں کو نرم اور گرم بستر چھوڑ کر اللہ کے دربار میں حاضری دینی پڑتی ہے اور ”وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ“ کے لئے سختی کے دَور میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ عبادالرحمٰن بننے کے لئے اپنی نفسانی خواہشات کو خیر آباد کہہ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی خواہشات اور جذبات کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے اور گناہوں، بدیوں اور لغزشوں سے دوری حاصل کرنے کی سعی مسلسل بالآخر ایک مؤمن کو تمام آلائشوں سے پاک نو مولود بچے کی طرح اپنے ربِ اعلیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوتی ہے۔ اس وقت اس مؤمن کی کیفیت ایک ایسے لٹھے کی چادر جیسی ہوتی ہے جو دھوبی سے دُھل کر آئی ہو جس پر بدی یا گناہ کا کوئی داغ اور دھبہ نہ ہو جو اپنی آنکھوں کو بھی بھلی لگے اور دوسروں کی آنکھوں کو بھی بھائے۔

ہمارے موجودہ پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں پھیلے احمدی احباب وخواتین کو مسلسل بدیاں ترک کرنے اور نیکیاں اپنانے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ تاہم میں سے ہر ایک پاک صاف ہو کر نہا دھو کر اُجلے دُھلے لباس یعنی لباس تقویٰ کے روحانی سفر میں ایک منزل کے بعد دوسری منزل میں داخل ہوں۔

جماعتِ احمدیہ کی ایک معروف ادیب اور شاعرہ نے اس مضمون کو یوں منضبط کیا ہے۔

تیرے ہونٹوں سے سُنتی ہوں جو مَیں نے سوچا
دل سے دل تک یہ خیالات کی ہجرت دیکھی

سامعین! اب ازدیادِ ایمان کی خاطر اختصار سے انبیاء کی ہجرتوں کے اثمار کا ذکر کرلیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مکّہ کی جانب اُس ہجرت کا ذکر کرنا چاہوں گا جب حضرت ابراہیمؑ اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو مکّہ چھوڑ گئے تھے۔ جو کہ اُس وقت بے آب و گیاہ جنگل تھا۔ ارد گرد کوئی بشر وغیرہ بھی نہ تھا۔ ننّھے سے اسماعیل کی اپنے ننّھے مُنّے پاؤں کی ایڑھیاں رگڑنے سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا تھا۔ پانی کا یہ فیض ”آبِ زمزم“ کے نام سے دنیا کے کونے کونے میں بطور تبرّک کے کہیں نہ کہیں موجود ہے۔ بے آب و گیاہ یہ جگہ اب کروڑوں افراد کا مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ دنیا کے 250 کے قریب ممالک اور جزائر میں یہ واحد شہر ہے جہاں اتنی کثیر تعداد میں لوگ ہر سال Visit کرتے ہیں۔ اِتنی بڑی تعداد میں زائرین کسی اور شہر کا بغرض زیارت مقدس مقامات نہیں کرتے۔ مکّہ اُس ملک میں ہے جہاں تیل کی فراوانی ہے اور امیر ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے۔

مکّہ پر ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔ آپؐ اِسی شہر میں پروان چڑھے۔ نبوّت کا دعویٰ کیا۔ سرداران مکّہ نے آپؐ کی شدید مخالفت کی۔ تبلیغ میں روڑے اٹکائے۔ آپؐ کو تبلیغ سے روکا گیا۔ تب اذن الٰہی سے آپؐ کو مکّہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ ہجرت کا واقعہ اپنی ذات میں بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مدینہ میں وفاداروں کی ایک جماعت عطا کی جو انصار کہلائے۔ انہوں نے وفا اور قربانی کی رُوح کو ایک جَلا بخشی، ایک نئی جہت دی۔ اِن لوگوں نے جنگ بدر کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفا اور محبت کا اظہار یوں کیا کہ اگر آپؐ سمندر میں چھلانگیں لگانے کا اظہار کریں تو ہم اُس کے لئے بھی تیار ہیں۔ کفار مکّہ کی مخالفت کے باوجود غزوات اور سرایا میں فتوحات پر فتوحات ملتی چلی گئیں۔ اسلام عرب سے نکل کر عجم میں داخل ہوا۔ جس طرح مکّہ مرجع خلائق رہا۔ اُسی طرح مدینہ میں بھی لوگ دنیا بھر سے آنے لگے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے ساتھ جنت البقیع میں خلفاء اور صحابہ کے مزار بنے اور ایک عالی شان مسجد نبوی تعمیر ہوئی اور آج جو لوگ حج اور عمرہ کرنے مکّہ تشریف لے جاتے ہیں اُن میں سے اکثریت مزار نبویؐ پر حاضر ہوتے ہیں۔ یہ ثمرات اور برکات ہجرت نبوی کی وجہ سے ہیں۔

سامعین! انبیاء کرام کی ہجرت اور اُس کے ثمرات کا ذکر ہو رہا ہے۔ آئیں! اس حوالہ سے اُخروی دَور کی ہجرتوں کے احوال آپ سامعین کو سنائیں۔ ایک ہجرت تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو 1947ء میں احباب جماعت احمدیہ کے ساتھ پاکستان کی طرف کرنی پڑی۔ آپؓ نے قادیان دارالامان چھوڑ کر پاکستان میں ربوہ دارالہجرت بسایا۔ اس ہجرت سے قریباً 53 برس پہلے، 18 ستمبر 1894ء کو حضرت مسیح موعودؑ کو ”داغ ہجرت“ کا الہام ہوا۔ جس میں ہجرت کی واضح خبر دی گئی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ قادیان سے ہجرت کے بارے میں فرماتے ہیں:

”ہماری ہجرت کے متعلق پہلے سے پیشگوئی موجود تھی۔ اگر یہ پیشگوئی پہلے سے موجود نہ ہوتی تب بھی کوئی بات تھی۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی صراحتاً موجود ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے ”داغِ ہجرت“ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہمیں قادیان چھوڑنی پڑے گی۔“

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہجرت پاکستان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خواب پوری ہوئی جس میں حضورؑ پر انکشاف کیا گیا تھا کہ آپؑ خود یا آپؑ کا کوئی خلیفہ ہجرت کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”ایک دفعہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص میرا نام لکھ رہا ہے تو آدھا نام اس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے۔ انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رؤیا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متّبع کے ذریعے سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے۔“

(تذکرہ صفحہ 477)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ کشفی رنگ میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا۔“

(تذکرہ صفحہ 154)

گویہ ہجرت احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے نہ تھی لیکن ایک ایسی ہجرت تھی جو مذہب کے نام پر عمل میں لائی گئی تھی۔ لیکن یہ ہجرت، جماعت احمدیہ کی ترقیات اور فتوحات کا پیغام لے کر آئی۔ ایک نیا مرکز قائم ہوا اور اِس مرکز سے اسلام احمدیت کا پیغام پاکستان میں تو پہنچا ہی، ساری دنیا میں پہنچنا شروع ہوا۔ ایک جامعہ بنا جس سے

مبلغین تیار ہو کر تمام دنیا میں پھیل کر تبلیغ حق کرنے لگے۔ بیرون پاکستان سے احمدی ربوہ آنے لگے اور ربوہ کے دوست احباب دنیا بھر میں جانے لگے۔ قرآن کریم کی اشاعت میں تیزی آئی۔ اخبار، رسائل اور کتب کی اشاعت ہونے لگی۔ خلفاء نے بیرون ملک کے دورے کئے اور ایک نئی جہت جماعت کو ملی۔ ربوہ کے جلسہ سالانہ میں اندرون اور بیرون ملک سے شامل ہونے والوں کی تعداد تین لاکھ تک پہنچی۔

سامعین! اس روز افزوں ترقیات کو دیکھ کر مخالفت کا آغاز ہوا۔ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ حکومتی سطح پر بھی مخالفت ہونے لگی حتّٰی کہ 1984ء میں آمر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے خلافت ختم کرنے کی کوشش کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو قید کروانے کی سازشیں ہوئیں۔ ہجرت کا یہ واقعہ بہت ایمان افروز اور دلچسپ ہے جس سے تائیداتِ الٰہی کا اظہار ہوتا ہے اور ایک خدا کی کبریائی پر یقین آتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ربوہ دارالہجرت سے ہجرت کر کے برطانیہ تشریف لے آئے۔ اِس ہجرت کے شیریں ثمرات ملنے لگے۔ اسلام احمدیت کی تعداد میں کروڑوں کے حساب سے اضافہ ہوا۔ مساجد کی تعداد ہزاروں میں پہنچی۔ ہزاروں کی تعداد میں بنی بنائی مساجد امام اور مقتدیوں سمیت جماعت کو ملی۔ مشن ہاؤسز میں اضافہ ہوا۔ اُن ممالک کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھی جہاں احمدیت کے جھنڈے بلند ہوئے۔ مبلغین کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ قرآن کریم کے تراجم بڑی تیزی سے ہونے لگے اور قرآن کریم کے تراجم کی تعداد 80 کو پہنچی۔ پریس کے قیام عمل میں لائے گئے۔ برطانیہ کے جلسہ نے عالمی جہت اختیار کی اور برطانیہ کی تاریخ میں 2026ء کے جلسہ سالانہ میں پہلی دفعہ شاملین جلسہ کی تعداد 50 ہزار کو پہنچی۔ جماعتِ احمدیہ اور خلافت کا سو سالہ جشن دنیا بھر میں منایا گیا۔ چندوں میں اضافہ ہوا۔ موصی حضرات و خواتین نے وفا کا نمونہ دکھلا کر نظام وصیت کے مبارک نظام میں شمولیت اختیار کی۔ پارلیمنٹس سے حضور کے خطابات ہوئے۔ جماعت کو عالمی شہرت ملی۔ پاکستان اور انڈیا کے جماعت کے علاوہ دسیوں ممالک میں جامعات کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مساجد، مشن ہاؤسز اور زمینوں کی خریداری کا ایک جال ساری دنیا میں پھیل گیا۔ نظام خلافت اور نظام جماعت مستحکم ہوتا چلا گیا۔ ایم ٹی اے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دَور میں قائم ہو چکا تھا مگر خلافت خامسہ کے دَور میں 8 چینلز Live جاری ہوئے۔ احمدیوں کی تعداد میں بدستور اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حضور ایدہ اللہ کے دَور میں اسلام آباد ٹلفورڈ میں قصر خلافت تعمیر ہوا۔ دنیا بھر کے ممالک اور جزائر میں جہاں جماعت قائم ہوئی اُن کی تعداد 220 کو پہنچی اور دنیا بھر کے احباب جماعت نے شکرانے کے نوافل ادا کئے، صدقات دیے اور یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ترقیات دیں، خلافت اور چندوں کے نظام کو مستحکم کیا تو دوسری جانب جماعت کی مخالفت کرنے والے دوسربراہوں کو اللہ نے خود ہی انتقام کا بندوبست کیا اور ہلاکت کی موت مارے گئے۔

سامعین! پاکستان اور ایسے ممالک جہاں احباب جماعت کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، سے احمدی احباب و خواتین نے یورپ اور مغربی دنیا کی طرف لاکھوں احمدی ہجرت کر کے مغربی دنیا پہنچے جہاں انہوں نے مسکن بنایا۔ جہاں وہ کمیوں، کمزوریوں کو ترک کر کے تقویٰ کی طرف بڑھے۔ بہت سے نوجوان جب ایشین ممالک جیسے پاکستان سے ہجرت کر کے مغربی دنیا میں خلافت کے قریب آئے تو خلیفۃُ المسیح کے خطبات، خطابات و تقاریر اور آپ کے مؤثر کن رویّہ سے متاثر ہو کر نیکیوں کی طرف سفر اختیار کیا اور یہاں آکر نمازی بھی بن گئے۔ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہوگئے۔ معاشرے میں مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے کہلانے لگے۔ خدمات دینیہ میں آگے آگے نظر آنے لگے۔ الغرض نیکیوں کا لبادہ اوڑھ کر اللہ والے بن گئے۔ یہی وہ روحانی پرندے بنے جو منطق الطّیر کی طرح مختلف بولیاں بولنے والے بن گئے جن کا ایک نظّارہ ہم ہر سال عالمی بیعت پر دیکھتے ہیں۔

اب تو یہ پرندے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اردو زبان میں ہونے کی وجہ سے اردو زبان سیکھ رہے ہیں جن کا نظارہ ہم جلسہ ہائے سالانہ اور اجتماعات برطانیہ کے موقع پر کی جانے والی تلاوت کے ترجمہ کے وقت دیکھتے ہیں۔ الحمد للہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ان ہجرتوں کے ثمرات اور پھل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس سورت (الانفال) کی آخری دو آیات میں اِس امر کا ذکر ہے کہ اگر دشمن کا دباؤ بہت بڑھ جائے اور مجبوراً تمہیں اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑے تو اللہ کی راہ میں یہ ہجرت قبول ہوگی اور اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت عطا کی جائے اور مغفرت کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہجرت کرنے والوں کے رزق میں بھی بہت برکت ڈالے گا۔ یہ پیشگوئی ہمیشہ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی رہی ہے اور رزق میں جس برکت کا ذکر ہے اس سورت کے شروع میں اَنْفَال عطا کیے جانے کی صورت میں کیا گیا تھا اس کی اب اَور صورتیں بھی یہاں بیان فرمادی گئیں کہ ہجرت کے نتیجہ میں مہاجرین کی رزق کی راہیں بہت کشادہ کی جائیں گی۔"

(ترجمۃ القرآن تعارف سورۃ الانفال صفحہ 282)

سامعین! تقریر کے آخر پر ہجرت کے مقام اور مرتبہ کو قرآن کریم کے حوالے سے بیان کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی 14 سورتوں میں 25 بار تکالیف، دشمنی اور مخالفت کی وجہ سے ایک مقام سے دوسرے مقام نقل مکانی کرنے اور ہجرت کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور دو جگہوں پر روحانی ہجرت کا ذکر ہوا۔ اس طرح ہجرت سے حاصل ہونے والے انعامات کے حصول کی خاطر ہجرت کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

”ان پچھلے چند سالوں میں بہت سے احمدی ہجرت کر کے یہاں آئے ہیں اور یہاں جماعت کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ کیوں ہجرت کر کے آئے ہیں؟ اس لیے کہ خاص طور پر پاکستان میں احمدیوں کو مذہبی آزادی نہیں ہے، احمدیوں کو مذہب کے نام پر تنگ کیا جاتا ہے، ان کے حقوق سلب کیے جاتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے زمانے کے امام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی اور حکم کے مطابق مانا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور اس کی عبادت کرنے سے اس لیے روکا جاتا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی بیعت میں کیوں آئے ہیں۔ مسجدیں بنانا تو ایک طرف ہمیں اپنے لوگوں کی تربیت کے لیے جلسے اور اجتماع کرنے سے بھی روکا جاتا ہے بلکہ گھروں میں بھی قانون کی رُو سے ہم نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔ عیدِ قربان پر ہم جانوروں کی قربانی نہیں کر سکتے بلکہ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس پر بھی مقدمے ہو جاتے ہیں اور اس لیے بھی کہ نام نہاد علماء اور ان کے چیلوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ پس ایسے حالات میں بہت سے احمدی پاکستان سے ہجرت کر کے دوسرے ممالک جہاں مذہبی آزادی ہے چلے جاتے ہیں، ہجرت کر گئے ہیں۔ آپ میں سے بھی جو یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں انہیں یہاں مذہبی آزادی بھی ہے اور مالی اور معاشی لحاظ سے بھی اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کے مواقع بھی ملے ہیں۔ پس ہر احمدی کو جو ان پابندیوں سے آزاد ہو کر زندگی گزار رہا ہے جو ان کو پاکستان میں تھیں خاص طور پر اس وجہ سے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اپنی روحانی، علمی اور اخلاقی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس بات پر ہی خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ ہم آزاد ہیں اور کوئی ایسی پابندی ہم پر نہیں ہے جو ہمیں اپنے مذہب پر عمل کرنے سے روکے۔ اگر ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق نہیں، اگر ہم نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پہلے سے بڑھ کر پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت کے اظہار پہلے سے بڑھ کر ہم سے ظاہر نہیں ہو رہے تو اس آزادی کا کیا فائدہ ہے، ان جلسوں میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟ یہ مساجد کی تعمیر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ حقیقی فائدہ تو ہمیں اس آزادی کا تب ہی ہو گا جب ہم بیعت کا حق ادا کریں۔“

(خطبہ جمعہ 27/ستمبر 2019ء)

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی من حیث الجماعت اجتماعی ہجرت اور احباب جماعت کی انفرادی ہجرت کے ثمرات اور انعامات سے مستفید ہونے والا بنائے اور تمام دنیا میں بسنے والے احمدی احباب وخواتین کو روحانی ہجرت کو جاری وساری رکھنے کی توفیق دیتا رہے تا ہم خدا تعالیٰ کے محبوب بندے بنیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بیعت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)

✡✡✡✡